Regd. No L.5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۲ آنہ

یوم: چہار شنبہ ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ

جلد ۹/۴۴ | ۹ تبلیغ ۱۳۳۴ ہش * ۹ فروری ۱۹۵۵ء | نمبر ۳۴

مصر مشرق وسطیٰ کے لئے ایک نئے فوجی معاہدے کی تجویز پیش کریگا

اِس معاہدے میں کسی غیر عرب ملک کو شامل ہونیکی اجازت نہ ہوگی صلاح سالم کا اعلان

قاہرہ ۸ فروری۔ مصر کے قومی رہنمائی کے وزیر میجر صلاح سالم نے کہا ہے کہ مصر عرب ملکوں کے ساتھ ایک نیا فوجی معاہدہ کرنے کی پیشکش کرے گا۔ اس معاہدے کے تحت مصر تمام عرب ممالک کو فوجی امداد دے گا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جونہی ترکی و عراق کے معاہدے پر دستخط ہو جائیں گے۔ مصر عربوں کے مشترکہ تحفظ کے باہمی معاہدے سے علیحدگی اختیار کرے گا۔ انہوں نے کل لبنان کے اخباری نمائندوں کی ایک جماعت سے (جو آجکل مصر کا دورہ کر رہی ہے) ملاقات کے دوران میں کہا۔ مصر دفاعی معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن صرف اس شرط پر کہ اس میں کسی غیر عرب ملک کو شامل نہ کیا جائے۔ کل لبنان کے وزیر اعظم نے قاہرہ سے بیروت واپس پہنچنے پر اخبار نویسوں سے بات چیت کے دوران میں اس خبر کی تصدیق کی کہ مصر ترکی عراق دفاعی سمجھوتے پر دستخط ہوتے ہی عرب لیگ کے باہمی تحفظ کے سمجھوتے سے الگ ہو جائیگا۔ اس بارے میں مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ مصر کے وزیر اعظم کرنل جمال عبد الناصر نے عرب وزراء اعظم کی کانفرنس کے آخری اجلاس میں تمام عرب رہنماؤں کو اپنے اس ارادے سے مطلع کر دیا تھا۔ کل قاہرہ میں عراقی وفد کے ڈاکٹر فاضل جمالی نے کانفرنس کی ناکامی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس کی تمام تر وجہ یہ ہے کہ مصر مجوزہ دفاعی معاہدے کی مذمت کرنے پر مصر تھا۔ کانفرنس اس بارے میں مصر کی غلط فہمی کو دور نہیں کر سکی

فارس الخوری نے دوسری بار استعفاء پیش کر دیا

دمشق ۸ فروری۔ شام کے وزیر اعظم فارس الخوری نے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر کل رات صدر شام کو دوسری بار اپنا استعفاء پیش کیا۔ ان کے پہلے استعفاء پر صدر نے ان سے کچھ عرصہ توقف کرنے کو کہا تھا۔ ان کے دوسرے استعفے کے معاً بعد صدر شام نے نئی کابینہ کی تشکیل کے لئے پارلیمنٹ کے مختلف طبقوں کے نمائندوں سے بات چیت شروع کر دی۔ خیال ہے کہ مسٹر فارس الخوری کو ہی دوسری کابینہ مرتب کرنے کی دعوت دی جائے گی۔ جبتک نئی حکومت معرض وجود میں نہیں آتی موجودہ حکومت ہی کام کرتی رہیگی

فارموسا کے سوال پر غور و خوض کیلئے دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کا خفیہ اجلاس

تازہ ترین صورت حال کے پیش نظر ایک اور اجلاس منعقد کرنیکا فیصلہ

لنڈن ۸ فروری۔ دولت مشترکہ کے وزراء اعظم نے فارموسا کے سوال پر غور کرنے کے لئے کانفرنس کا ایک اور خفیہ اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ... اس اجلاس کے بعد آج صبح کانفرنس کا مکمل اور آخری اجلاس منعقد ہونا تھا۔ لیکن تازہ ترین صورت حال کے پیش نظر فارموسا کے متعلق کل رات ایک اور اجلاس کرنے کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ آج سہ پہر یہ خفیہ اجلاس کا انعقاد عمل میں آئے گا۔ کل دارالعوام میں برطانوی وزیر خارجہ مسٹر انتھونی ایڈن نے فارموسا کی صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے اعلان کیا کہ برطانیہ لڑائی بند کرانے کے لئے اب دوسرے طریقے اختیار کرے گا۔ کیونکہ کمیونسٹ چین نے سلامتی کونسل کی کارروائی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ کی طرح برطانیہ کو یقین ہے کہ جزائر تاچین خالی کر دینے سے صورت حال کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے ایوان کو بتایا کہ برطانیہ فارموسا کے متعلق دوسرے اتحادی ملکوں سے برابر صلاح مشورہ کر رہا ہے۔ اور اس کی کوشش یہی ہے کہ کسی طرح جنگ بند کرا دی جائے۔ انہوں نے کہا چونکہ اس مسئلہ کو اقوام متحدہ کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش ناکام بنا دی گئی ہے۔ اب خفیہ ڈپلومیسی کو اسے حل کرنے کا موقع دینا ہوگا۔

امریکہ کو حکومت چین کا انتباہ

پیکنگ ۸ فروری۔ چین نے امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ اگر امریکی جہازوں نے چینی علاقے پر پرواز کی۔ تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہوں گے۔ پیکنگ ریڈیو نے کل رات امریکہ پر الزام لگایا کہ جزائر تاچین کے انخلاء کے سلسلے میں جو امریکی ہوائی جہاز آ رہے ہیں فارموسا کے علاقے میں پرواز کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض ہوائی جہاز چینی علاقے پر بھی پرواز کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ ریڈیو نے اعلان کیا کہ اگر امریکی جہازوں نے دوبارہ چینی علاقے کا رخ کیا۔ تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہوں گے اور ان کی ذمہ داری خود امریکہ پر ہوگی۔

مسٹر محمد علی آج پنڈت نہرو سے ملاقات کرینگے

لندن ۸ فروری۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی آج بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے ایک استقبالیہ پارٹی میں ملاقات کر رہے ہیں۔ اس پارٹی کا اہتمام پاکستانی ہائی کمشنر مقیم انگلستان مسٹر اکرام اللہ کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔

روسی پارلیمنٹ نے نئے سال کا دفاعی بجٹ اتفاق رائے سے منظور کر لیا

یہ بجٹ گزشتہ سال کی نسبت بارہ فی صد زیادہ ہے

ماسکو ۸ فروری۔ روس کی سپریم سوویٹ نے کل روس کا نیا بجٹ اتفاق رائے سے منظور کر لیا۔ اس میں دفاعی اخراجات کا اندازہ ایک کھرب ۱۲ ارب روبل کے قریب دکھایا گیا ہے۔ جو گزشتہ سال کے دفاعی اخراجات سے بارہ فی صدی زیادہ ہے۔ بجٹ میں آمد کا تخمینہ ۵ کھرب ۸۹ ارب روبلز اور خرچ کا تخمینہ ۵ کھرب ۶۲ ارب کے لگ بھگ ہے۔ وزیر خزانہ نے بجٹ پر بحث کا جواب دیتے ہوئے بھاری صنعتوں کو ترقی دینے کی اہمیت پر زور دیا۔ اور کہا کہ یہ صنعتیں قومی معیشت میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ آج سپریم سوویٹ کے دونوں ایوانوں کا اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں خارجی پالیسی پر غور کیا جائے گا۔ روس کے وزیر اعظم مسٹر مالنکوف اور وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف بھی دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کریں گے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ربوہ ۸ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

"صحت اچھی ہے۔"

الحمد للہ

مسٹر ڈلس واشنگٹن واپس پہنچ گئے

نیوزی لینڈ اور برطانوی سفیروں سے مشورہ

واشنگٹن ۸ فروری۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر جان فاسٹر ڈلس تعطیل کا عرصہ گزارنے کے بعد کل دار الحکومت میں واپس پہنچ گئے۔ انہوں نے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد نیوزی لینڈ اور برطانیہ کے سفیروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کر کے فارموسا کی تازہ ترین صورت حال کے بارے میں صلاح مشورہ کیا۔ برطانوی سفیر نے انہیں دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی کانفرنس کے فیصلوں سے مطلع کیا۔ اور بتایا کہ انہوں نے فارموسا کے متعلق اب تک کن کن زاویوں سے غور کیا ہے۔

جاپانی سوت کی پہلی کھیپ عنقریب پہنچنے والی ہے

ڈھاکہ ۸ فروری۔ جاپانی سوت کی پانچ سو گانٹھوں کی پہلی کھیپ پندرہ دن کے اندر اندر مشرقی پاکستان پہنچنے والی ہے۔ ان گانٹھوں کی قیمت ۵ لاکھ

* ڈھاکہ ۸ فروری۔ مشرقی بنگال میں دخانی جہازوں کی یونین نے مجوزہ ہڑتال ملتوی کر دی ہے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

روزنامہ الفضل ربوہ
۹ تبلیغ ۱۳۳۴ ہش

جہیز

تقسیم سے پہلے اور اب تقسیم کے بعد بھی بھارت اور پاکستان میں بیاہ شادی پر کم سے کم اخراجات کے سوال پر غور کیا جاتا ہے۔ خاص کر جہیز کا سوال تو بڑی حد تک تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔ اکثر لڑکیوں کی شادی اسی وجہ سے نہیں ہوتی کہ ان کے والدین جہیز نہیں دے سکتے یا اتنا جہیز نہیں دے سکتے۔ جتنا کہ کوئی ہم کفو اور ہم مرتبہ لڑکا یا اس کے والدین چاہتے ہیں۔

یہ رسم اتنی تکلیف دہ اور خرابیوں کا موجب ہو رہی ہے کہ جہیز کی مقدار مقرر کرنے کے لئے قانون سازی کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

لڑکیوں کو جہیز دینے کی رسم بہت پرانی ہے۔ تقریباً تمام قدیم اقوام میں یہ رسم پائی جاتی ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی تقریباً ہر قوم میں موجود ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ لڑکی والدین کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر ایک دوسرے خاندان میں چلی جاتی ہے۔ اور والدین کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ اپنی لڑکی کو اپنی جائداد میں سے کچھ نہ کچھ دے دیں تاکہ آئندہ زندگی میں اس کے کام آئے۔ اگرچہ جہیز دیا تو لڑکی کو جاتا ہے۔ مگر چونکہ زمانہ حال تک بھی اسلام کے سوا عورت کی کوئی حیثیت تسلیم نہیں کی جاتی رہی اس لئے اکثر جہیز بھی خاوند کی ملکیت سمجھی جاتا ہے۔ اور وہ اسے ایک حق سمجھنے لگے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہونے والے داماد اکثر زیادہ سے زیادہ جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ رجحان کچھ بھارت اور پاکستان ہی میں موجود نہیں۔ بلکہ مغربی ممالک میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ یونان بھی جو قدیم سے علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ کہلاتا ہے۔ اس مرض میں بری طرح مبتلا ہے۔

> "یونان میں کوئی لڑکی خواہ کتنی حسین کیوں نہ ہو۔ امور خانہ داری کی ماہر ہو پڑھی لکھی ہو اور کم از کم دو غیر ملکی زبانوں سے بھی واقف ہو۔ لیکن اگر اس کا والد جہیز میں بھی کافی رقم دینے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ تو اس لڑکی کی کبھی شادی نہیں ہو سکتی۔"
>
> (نوائے وقت ۵ فروری ۱۹۵۵ء)

جہیز کی رسم شروع شروع میں جب والدین کی جائداد میں سے لڑکی کو کوئی وراثت نہیں ملتی تھی۔ واقعی ایک مفید رسم تھی لو حالانکہ اسلام نے لڑکی کا بھی وراثت میں حصہ ٹھہرا دیا ہے۔ کسی حد تک اب بھی مفید سمجھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ شادی کے وقت اگر عام میاں بیوی کو کچھ خانہ داری کا سامان مل جائے تو انہیں آسانی ہوتی ہے۔ لیکن جو صورت اس نے آج کل اختیار کر لی ہے۔ وہ نہایت تکلیف دہ ہے۔ اور سوسائٹی کے لئے سخت ضرر رسانی کا باعث ہو رہی ہے۔

بے شک قانون سازی سے اس رسم کا بڑی حد تک قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب تک ہمارے نوجوانوں میں ایثار اور خودداری کا جذبہ پیدا نہ ہوگا۔ اس رسم کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ اکثر یہ بد عادت حرص دولت کی وجہ سے ترقی پاتی ہے۔ یہ رسم زیادہ تر دولتمندوں میں پائی جاتی ہے۔ خاص کر تجارت پیشہ لوگوں میں۔ مگر بڑھتے بڑھتے یہ اب غریب لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس کا تدارک نہایت ضروری ہے۔

اسلام نے عورت کے لئے وراثت میں حصہ مقرر کر کے جہیز کی ضرورت بڑی حد تک پوری کر دی ہے۔ اگر ہم اسلامی قانون وراثت کی پابندی کریں۔ تو مسلمانوں میں بڑے بڑے جہیز کی رسم بہت جلد ختم کی جا سکتی ہے۔

اس ضمن میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اکثر شادی کے وقت جہیز کی نمائش کی جاتی ہے۔ چند مخصوص عزیزوں کے سامنے تو ایسی نمائش چنداں ضرر رساں نہیں۔ لیکن اس لحاظ سے قابل تعریف نہیں کہ غریب اور کم استطاعت لوگوں پر اس کا اثر برا پڑتا ہے۔ اور وہ بھی نمائش کی ہوس میں اکثر اپنا گھر بار تباہ کر لیتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے زیر بار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں ایسی داد و دہش سے منع فرمایا ہے۔ اور یہاں تک فرمایا کہ انفاق بھی ایک حد تک کرنا چاہیئے۔ اتنا نہیں کہ خود محتاج ہو کر رہ جاؤ۔

تپ دق سے بھی مہلک

اسلام نے شراب کے استعمال کو مسلمانوں کے لئے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ اس کے نقصانات اس کے فوائد سے بہت زیادہ ہیں۔ اب جو قومیں اس کے گنے چنے فوائد کو آڑ بنا کر اسکے استعمال کو روا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتیں بالآخر انہیں کس انجام سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس کی ایک خفیف سی جھلک فرانسیسی معاشرے کی موجودہ حالت میں بآسانی دیکھی جا سکتی ہے۔ چنانچہ رائٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ:۔

> "فرانس کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ سات سال میں شراب نوشی کے باعث شرح اموات میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ جو ۱۹۴۶ء کے مقابلہ میں سات گنا سے کم نہیں ہے۔
>
> ان اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۴۶ء میں ہر ایک ہزار اشخاص میں سے پانچ اشخاص شراب نوشی کی وجہ سے پیدا ہونے والے امراض جگر کا شکار ہوئے تھے۔ لیکن ۱۹۵۳ء میں ان امراض کا شکار ہونے والوں کی تعداد ۲۲ فی ہزار تک پہنچ گئی۔ ۱۹۵۲ء میں شراب کی بدولت پیدا ہونے والے امراض کے باعث ۱۵۸۰۰ آدمی ہلاک ہوئے جبکہ تپ دق جیسے مہلک مرض سے مرنے والوں کی تعداد ۱۵۷۰۰ تھی۔" (بحوالہ نوائے وقت ۷ فروری ۱۹۵۵ء)

گویا وہی شراب جسے بعض نام نہاد فوائد کے بہانے اختیار کیا گیا تھا۔ اب تپ دق سے بھی زیادہ مہلک ثابت ہو رہی ہے۔ اور ساری کی ساری قوم کو الٹے لینے کے دینے پڑ رہے ہیں۔ کیا فرانسیسی سوسائٹی کی یہ ناگفتہ بہ حالت اس صداقت کے حق میں ایک زندہ شہادت نہیں ہے۔ جو اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر دنیا کے سامنے پیش کی تھی۔ اور کیا مغربی تہذیب کی یہ "ترقی پسندی" زبان حال سے پکار پکار کر یہ اعلان نہیں کر رہی۔

> اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

یقیناً مغرب کے در و دیوار اور راستے کے سنگ ریزوں تک سے یہ صدا بلند ہو رہی ہے لیکن اسے سننے کے لئے گوش حقیقت نیوش کی ضرورت ہے۔

صدر انجمن احمدیہ کے لئے
مختلف قسم کے واقفین کی ضرورت

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب تک صرف تحریک جدید کے لئے واقفین لئے جاتے تھے۔ اب ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے بھی واقفین زندگی کی تحریک کی جائے۔ پس اس بارہ میں میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ مخلص احباب اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت کے لئے پیش کریں۔ عام راہنمائی کے لئے یہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ مندرجہ ذیل قسم کے احباب کارآمد ہو سکیں گے

اول:۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ڈاکٹر دوم:۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی

سوم:۔ ایسے افراد جن کو انتظامی کاموں کا تجربہ ہو خواہ پنشنر ہوں۔

چہارم:۔ ایسے احباب جو تجارتی یا صنعتی دلچسپی رکھتے ہوں۔ خواہ مڈل تک تعلیم ہو۔

گزارہ کے متعلق ہر ایک واقف کو صدر انجمن احمدیہ اطلاع دے دیگی کہ کس اصل پر وہ گزارہ دے سکتی ہے۔

—— مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ——

خدام الاحمدیہ کے چودھویں[۱۴] سالانہ اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

نوجوانانِ احمدیت سے روح پرور خطاب

مجلس خدام الاحمدیہ کے نائب صدر اور دوسرے عہدیداران کن صفات سے متصف ہونا ضروری ہے

اپنے بجٹ کا ایک حصہ ہمیشہ خدمتِ خلق کیلئے ریزرو رکھو

تقریر نویس:۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

مورخہ سات نومبر ۵۶ء کو قبل دوپہر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ کے چودھویں سالانہ اجتماع میں نوجوانانِ احمدیت کو خطاب کرتے ہوئے جو بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ وہ افادۂ عام کیلئے درج ذیل کی جاتی ہے:۔

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

سب سے پہلے تو میں

خدام الاحمدیہ کے عہدیداروں سے

ہی پوچھتا ہوں کہ وہ بتائیں۔ کہ انہوں نے خدام کے کھڑے ہونے کی کونسی پوزیشن مقرر کی ہے۔ کیونکہ میں نے پرسوں انہیں ہدایت کی تھی کہ یک جہتی پیدا کرنے کے لئے خدام کے کھڑا ہونے کی پوزیشن مقرر کریں۔ اور فیصلہ کریں کہ آئندہ خدام جب بھی کسی موقعہ پر کھڑے ہوں۔ تو ان کی پوزیشن ایک ہی ہو۔

(اس پر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے بتایا کہ شوریٰ نے اس بارہ میں کیا تجویز کی ہے! چنانچہ حضور نے فرمایا)

مجھے بتایا گیا ہے

کہ عہد دہراتے وقت خدام "اٹن شن" کی پوزیشن میں کھڑے ہوں گے۔ اور اس کے بعد ان کی پوزیشن "سٹینڈ ایٹ ایز" کی ہو گی۔ لیکن ہاتھ بجائے پیچھے باندھنے کے سامنے اور ناف کے نیچے اس طرح باندھے ہوں گے۔ کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو اور ساتھ ہی یہ تجویز پاس کی گئی ہے۔ کہ خدام ننگے سر نہ ہوں۔ ننگے سر کھڑا ہونا۔ اسلامی طریق نہیں۔ یورپ میں احترام کے طور پر ٹوپی اتارنے کا رواج ہے وہی رواج ان کی نقل میں مسلمانوں میں آ گیا ہے۔ حالانکہ اسلام میں بجائے ٹوپی اتارنے کے ٹوپی سر پر رکھنے کا رواج ہے۔ اسلام نے یہ پسند کیا ہے کہ نماز وغیرہ کے مواقع پر سر پر ٹوپی یا پگڑی رکھی جائے سر ننگا نہ ہو۔ عورتوں کے متعلق علماء میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ اگر ان کے سر کے اگلے بال ننگے ہوں۔ تو آیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اکثر کا یہی خیال ہے کہ اگر اگلے بال ننگے ہوں تو نماز نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے برخلاف یورپ میں سر ننگا رکھنے کا رواج ہے۔

ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے

کہ وہ اس قسم کے مواقع پر ننگے سر کھڑے نہ ہوں۔ اگر ان کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو۔ تو وہ اپنے سر پر رومال یا کوئی اور کپڑا رکھ لیں۔ پرانے فقہا کا خیال ہے کہ ننگے سر نماز نہیں ہوتی۔ لیکن ہمارے ہاں مسائل کی بنیاد چونکہ احادیث پر ہے اور

احادیث میں ایسی مثالیں

ملتی ہیں۔ کہ بعض صحابہؓ نے ننگے سر نماز پڑھی۔ اس لئے ہم اس تشدد کے قائل نہیں۔ کہ ننگے سر نماز ہوتی ہی نہیں ہمارے نزدیک اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو۔ اسی طرح سر ڈھانکنے کے لئے کوئی رومال وغیرہ بھی اس کے پاس نہ ہو۔ تو ننگے سر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ لیکن ہر عالم چاہے وہ کتنا بڑا ہو۔ بعض دفعہ مسائل میں دھوکہ کھا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ اجتہاد میں وہ کہاں کا کہاں غلو تک بھی چلا جاتا ہے۔ حافظ روشن علی صاحبؓ نے جب حدیث میں یہ پڑھا۔ کہ بعض مواقع پر بعض صحابہؓ نے ننگے سر نماز پڑھی۔ تو انہوں نے یہ پرچار کرنا شروع کر دیا۔ کہ ننگے سر نماز پڑھنا نہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ

مستحسن امر ہے

میں نے ان سے اس کے متعلق کئی دفعہ بحث کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ جس زمانہ میں صحابہؓ ننگے سر نماز پڑھتے تھے۔ اس زمانہ میں کپڑے نہیں ملتے تھے۔ چنانچہ احادیثؐ میں آتا ہے۔ کہ ایک جگہ کے مسلمانوں کو امام میسر نہ آیا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو جو ۸-۹ سال کا تھا۔ اور اسے بعض سورتیں یاد تھیں۔ ان کا امام مقرر کر دیا۔ وہ لڑکا غریب تھا اس کے پاس کرتا تھا۔ پاجامہ نہیں تھا۔ کرتا بھی کچھ اونچا تھا۔ اس لئے جب وہ سجدہ میں جاتا تھا۔ کرتا اونچا ہو جاتا تھا۔ اور وہ ننگا ہو جاتا تھا۔ عورتوں نے شور مچا دیا۔ اور کہا۔ اے مسلمانو! تم چندہ کر کے اپنے امام کا ننگ تو ڈھانکو۔ اب اگر اس حدیث کو پڑھ کر کوئی شخص یہ کہنا شروع کر دے کہ

امام کے لئے یہ ضروری ہے

کہ وہ پاجامہ نہ پہنے۔ صرف کرتا پہنے۔ اور کرتا بھی اتنا چھوٹا ہو کہ وہ سجدہ میں جائے۔ تو ننگا ہو جائے تو یہ درست نہیں ہوگا۔ بہرحال یورپین اثر کے نتیجہ میں احتراماً سر ننگا رکھنے کی بدعت پیدا ہوئی اور انگریزی حکومت کے دوران میں یہ مرض بڑھتی چلی گئی۔ حالانکہ اسلامی لحاظ سے یہ غلط طریق ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اسلام ایسی کوئی پابندی نہیں لگاتا جو انسانی طاقت سے بڑھ کر ہو۔ لیکن جو بات انسانی طاقت میں ہو۔ اُسے حقیقی عذر کے بغیر نظر انداز کرنا بھی درست نہیں ہو سکتا

اسلامی طریق کار یہ ہے

کہ ادب کے طور پر انسان اپنا سر ڈھانکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ درس و تدریس کے دوران میں بعض اوقات سر سے پگڑی اتار دیتے تھے۔ لیکن اگر اس دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آتے تو آپ فوراً پگڑی اٹھا کر سر پر رکھ لیتے۔ پس ایسے کاموں کے موقع پر اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو تو وہ سر پر رومال ہی باندھ لے اور جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اس کے لئے کوئی پابندی نہیں۔ اگر اس لڑکے کی طرح کسی کے پاس صرف کرتا ہی ہو۔ پاجامہ نہ ہو۔ تو اسے بغیر پاجامہ کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی یا رومال نہ ہو۔ تو وہ ننگے سر کھڑا ہو سکتا ہے۔ ساتھ والے یا تو اسے معذور سمجھیں گے۔ اور یا چندہ کر کے ٹوپی یا پگڑی وغیرہ خرید دیں گے۔ جو کام انسانی طاقت سے بالا ہو۔ اسلام اس کا حکم نہیں دیتا۔ لیکن جس کام کی انسان میں طاقت ہو یا جس کا وہ بالکل آسانی سے کیا جا سکتا ہو۔ اس کا بعض دفعہ حکم دیدیتا ہے اور بعض دفعہ کہہ دیتا ہے کہ اس پر عمل کرنا عمل نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم اس کے خلاف کرو گے۔ تو تمہارا فعل آداب کے خلاف ہو گا۔ باقی رہا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا میرے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اس سے زیادہ آسان ہے میں اس پر بعد میں بھی غور کروں گا۔ اسلئے ابھی میں اس حصہ کو لازمی قرار نہیں دیتا۔ گو جب تک مجوزہ طریق کو تبدیل نہ کیا جائے۔ اس پر عمل کیا جائے گا۔ میں بعض

فوجیوں سے بھی مشورہ

کروں گا۔ کہ سہولت کس صورت میں ہے۔ ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے میں یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونے میں۔ اگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے میں سہولت ہوئی۔ تو میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے کا فیصلہ کر دوں گا۔ ورنہ مجوزہ طریق کو جاری رکھنے کا فیصلہ کر دونگا۔ اٹن شن کی پوزیشن دو تین منٹ تک تو برقرار رکھی جا سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ اس پوزیشن میں جسم کو زیادہ سخت رکھنا پڑتا ہے لیکن "سٹینڈ ایٹ ایز" کی پوزیشن میں یہ مدنظر رکھا جاتا ہے۔ کہ انسان سیدھا کھڑا ہو۔ اور اعصاب پر اس کا کوئی اثر نہ ہو۔ بہرحال میں اس کا فیصلہ بعد میں کروں گا (فوجی احباب

اس بارہ میں مشورہ دیں

فوجی احباب سے مراد وہ احباب ہیں۔ جو لڑنے والے فوجی ہیں ڈاکٹر وغیرہ نہیں۔)

ایک بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نائب صدر کے انتخاب کے سلسلہ میں جو رپورٹ ووٹنگ کی مجھے پہنچی ہے اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ کل ساڑھے چار سو کے قریب ووٹ گزرے ہیں حالانکہ نمائندے یہاں بارہ سو موجود تھے اور ان میں سے ہر ایک کو چھ چھ ووٹ دینے کا اختیار تھا گویا ۷۲۰۰ ووٹ تھے۔ لیکن گزرے صرف ۴۵۰ ہیں۔ یا یوں کہو کہ ۱۲۰۰ افراد میں سے صرف ۴۵۰ افراد نے ووٹ دیئے ہیں دوسرے لفظوں میں اسکے یہ معنے ہیں کہ صرف چالیس فی صدی ووٹ گزرے، اور یہ نہایت

غفلت اور سستی کی علامت

ہے۔ صدر کا انتخاب ایسی چیز نہیں کہ یہ کہا جائے میں نے کوئی رائے قائم نہیں کی۔ کسی نہ کسی رائے پر پہنچنا ضروری امر ہے اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا رائے نہ دینے کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ شخص یا تو سو رہا ہے اور اس طرح اس نے اپنے فرض کو ادا نہیں کیا اور یا پھر اس نے اپنے درجہ اور رتبہ کو اتنا بلند سمجھا ہے۔ کہ اس نے خیال کیا۔ کہ وہ اتنے حقیر کام میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اور یہ دونوں باتیں افسوسناک ہیں۔ اور خدام کی مردنی پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے آئندہ کے لئے میں یہ قانون بناتا ہوں کہ نائب صدر کی ووٹنگ کے وقت ہر شخص کو ووٹ دینا ہوگا۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابھی تک اس نے کوئی رائے قائم نہیں کی وہ یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جب نام پیش ہوتے۔ تو میں بات کو سمجھ نہیں سکا۔ کہ ان میں سے کون زیادہ اہل ہے لیکن اسے یہ فیصلہ ضرور کرنا پڑے گا۔ کہ ان میں سے کون شخص اس کی سمجھ کے زیادہ قریب ہے۔ اسکی مثال تم

یوں سمجھ لو

کہ اگر کسی شخص کا کوئی رشتہ دار مر گیا ہو۔

اور اس کے دفن کرنے کے لئے تین چار جگہیں بتائی گئی ہوں۔ لیکن وہ ساری جگہیں اسے ناپسند ہوں۔ تو تم ہی بتاؤ۔ کہ کیا وہ یہ فیصلہ کرے گا کہ لاش ان چاروں جگہوں میں سے کسی جگہ بھی دفن نہ کی جائے۔ بلکہ اسے کتوں کے آگے پھینک دیا جائے۔ یا وہ یہ فیصلہ کرے گا۔ کہ لاش کو دفن کردو۔ چاہے کسی جگہ کردو۔ پس اگر نائب صدر کے انتخاب کے وقت کسی فرد کو کسی پر سو فیصدی تسلّی نہ ہو۔ تب بھی اسے کچھ نہ کچھ فیصلہ ضرور کرنا پڑے گا۔ مثلاً وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ان امیدواروں پر مجھے سو فی صدی تسلّی نہیں۔ ہاں فلاں شخص پر مجھے سب سے زیادہ تسلّی ہے۔ یا وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ان میں سے فلاں پر مجھے ۶۰ فی صدی تسلّی ہے۔ باقی پر ۶۰ فی صدی تسلّی بھی نہیں۔ اور اگر اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا۔ تو وہ کوئی اور نام پیش کردے۔ اور کہے مجھے اس پر تسلّی ہے۔ چاہے اسے ایک ہی ووٹ ملے۔ آگے

مرکزی دفتر کا یہ فرض ہے

کہ وہ خدام کو یہ امر ذہن نشین کراتا رہے۔ کہ انہیں کس قسم کے شخص پر تسلّی ہونی چاہیئے۔ مثلاً لوگ شادیاں کرتے ہیں۔ تو کوئی یہ دیکھ کر شادی کرتا ہے۔ کہ لڑکی خوش شکل ہے۔ کوئی کہتا ہے اس عورت کا خاندان زیادہ معزز ہے۔ کوئی کہتا ہے سبحان اللہ فلاں عورت بہت پڑھی ہوئی ہے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ہے۔ اور آج کل لوگ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ فلاں عورت اپوا کی عہدیدار ہے۔ یا لیگ میں کسی اچھے عہدہ پر ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر کوئی عورت لیگ میں کام کرتی ہے۔ تو اسے ہم نے کیا کرنا ہے۔ اس کے پاس روپیہ پیسہ تو ہے ہی نہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ اس کے پاس روپیہ پیسہ نہیں تو کوئی حرج نہیں ہمیں تو عزت کی ضرورت ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ اس کے پاس اتنی بڑی ڈگری ہے۔ اس سے بہتر اور کون ہوسکتی ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ چھوڑو ان سب باتوں کو۔ عورت نے ہر وقت نظر کے سامنے رہنا ہوتا ہے۔ اگر اس کی شکل ہی پسند نہ آئی۔ تو اسے کیا کرنا ہے۔ غرض

مختلف وجوہ کو پیش نظر رکھ کر

لوگ شادیاں کرتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان تمام وجوہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ کوئی نسب کی وجہ سے شادی کرتا ہے یعنی وہ سمجھتا ہے۔ کہ اس عورت کا خاندان بہت معزز ہے۔ اس لئے میں اس سے شادی کروں گا۔ کوئی مال کی وجہ سے شادی کرتا ہے۔ اور کوئی جمال کی وجہ سے شادی کرتا ہے۔ پھر آپؐ اپنا مشورہ دیتے ہیں۔ علیکَ بذات الدین تربت یداک۔ تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے۔ تو جب شادی کا فیصلہ کرے۔ تو

دیندار عورت تلاش کر

اگر تمہارے پیش نظر ایک سے زیادہ عورتیں ہوں۔ اور ان میں سے ایک نیک ہو۔ دیندار ہو۔ اس کا ماحول ٹھیک ہو۔ تو اسے دوسری سب عورتوں پر ترجیح دو۔ اسی طرح مرکز کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اپنا مشورہ دے دے۔ کہ نائب صدر کے لئے کونسی صفات کا حامل ہونا ضروری ہے۔ مثلاً میرے نزدیک ضروری ہے کہ وہ صاحب تجربہ ہو۔ صاحب الرائے ہو۔ اور صاحب الدین ہو۔ صاحب الرائے کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ خود یہ طاقت رکھتا ہو۔ کہ کسی بات کا صحیح اندازہ لگاسکے۔ وہ کسی دوسرے شخص کی بات سے متاثر نہ ہو۔ یا کسی کی غلطی سے متاثر نہ ہو۔ وہ فیصلہ کرتے ہوئے یہ سمجھ لے۔ کہ اس کا کسی سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً ایک شخص اس کا بہنوئی ہے۔ وہ نمازی ہے۔ سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیتا ہے۔ اور ہر کام میں سمجھ سے کام لیتا ہے۔ اب اگر یہ اس کے خلاف صرف اس وجہ سے ووٹ دے۔ کہ اس کی اپنی بیوی سے جو اس کی بہن ہے۔ لڑائی ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ وہ صاحب الرائے نہیں۔ اس نے فیصلہ کرتے ہوئے اپنے ذاتی تعلقات کو مدنظر رکھا ہے۔ یا اس کی کسی سے دوستی تھی۔ مگر وہ دیندار نہیں تھا۔ سمجھدار نہیں تھا۔ سلسلہ کے کاموں سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اب اگر یہ اسے

محض دوستی کی وجہ سے

ووٹ دے دیتا ہے۔ تو ہم کہیں گے یہ صاحب الرائے نہیں۔ صاحب الرائے کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ اپنے اندر قابلیت رکھتا ہو۔ کہ غیر متعلق باتوں کو اپنے فیصلوں پر اثر انداز نہ ہونے دے۔ مثلاً امامت کا سوال ہو۔ تو یہ نہ دیکھے۔ کہ کوئی اس کا بھائی ہے۔ باپ ہے۔ یا کوئی اور قریبی رشتہ دار ہے۔ بلکہ فیصلہ کرتے ہوئے وہ صرف یہ دیکھے کہ وہ نمازی ہے دیندار ہے۔ اسے قرآن کریم کا علم دوسروں سے زیادہ ہے۔ دیندار ہونا۔ نمازی ہونا اور قرآن کریم کا علم رکھنا یہ سب باتیں امامت سے تعلق رکھتی ہیں۔ عہدیداری یا رشتہ داری کا امامت سے کوئی تعلق نہیں۔

بیرونی جماعتوں میں بھی

ایسی غلطیاں ہوتی ہیں۔ ہمارا کام ہے کہ ہم ان کی تربیت کریں۔ ایک جگہ سے مجھے لکھا گیا۔ کہ فلاں شخص ہماری جماعت میں صاحب رسوخ ہے۔ اس کے بغیر ہمارا گذارہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن دقّت یہ ہے۔ کہ وہ ایک دفعہ جماعت سے خارج ہو چکا ہے۔ اور اس کی دینی حالت بھی ٹھیک نہیں۔ اب کوئی بھلا مانس ان سے یہ پوچھے۔ کہ کیا وہ روز ویلٹ۔ ٹرومین۔ آئزن ہاور یا چیانگ کائی شیک سے بھی بڑا ہے۔ اگر تم ان کے بغیر گذارہ کررہے ہو۔ تو اس کے بغیر کیوں نہیں کرسکتے۔ لیکن جماعتیں ہمیں چٹھیاں لکھتی رہتی ہیں۔ اور بعض اوقات ہم بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کی منظوری دے دیں۔ ہم یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اچھا تم جھک مارنا چاہتے ہو۔ تو مارو۔ تم اپنے لئے موت قبول کرتے ہو۔ تو ہم کیا کریں۔ پس

عہدیدار کے لئے یہ ضروری ہے

کہ اس کے اندر پابندی کرانے کا مادہ ہو۔ وہ ڈرپوک نہ ہو۔ ایک دفعہ میں راولپنڈی گیا۔ ۱۹۳۳ء کی بات ہے۔ اس سال میری بیوی سارہ بیگم فوت ہوئی تھیں۔ راولپنڈی میں میرے سالے ڈاکٹر تقی الدین احمد صاحب بھی تھے۔ جو اس وقت فوج میں غالباً میجر تھے۔ اور راجہ علی محمد صاحب بھی تھے۔ جو اس وقت افسر مال تھے۔ اور جماعت کا امیر ایک کلرک تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ اس امیر نے ایسا انتظام رکھا تھا۔ کہ اگر وہ کہتا کھڑے ہو جاؤ۔ تو یہ لوگ کھڑے ہو جاتے۔ اگر کہتا کہ بیٹھ جاؤ۔ تو بیٹھ جاتے۔ گو اس کا انتخاب بطور امیر اتفاقاً ہوگیا تھا۔ وہ پہلے امیر منتخب ہو چکا تھا۔ اور راجہ علی محمد صاحب اور ڈاکٹر تقی الدین احمد صاحب بعد میں راولپنڈی گئے۔ بہر حال اس نے اپنے انتخاب کی عزت کو قائم رکھا۔ اور اپنے سے بڑے درجہ کے لوگوں کو بھی پابند نظام بنا لیا۔

عموماً دیکھا گیا ہے

کہ ہماری جماعت میں احمدیت صرف کرنیلی تک جاتی ہے۔ جب کوئی احمدی کرنیل ہو جاتا ہے۔ تو اس کے خاندان کی عورتیں پردہ چھوڑ دیتی ہیں۔ اور مردوں سے میل جول شروع کردیتی ہیں۔ بعض احمدی کرنیلی کا عہدہ حاصل کرنے کے بعد شراب بھی پی لیتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ کرنیلوں میں سے بہت کم تعداد ایسی ہے۔ جن کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ احمدیت پر قائم ہے۔ اب اگر صرف یہ دیکھ کر کہ کوئی شخص

فوج میں کرنیل

ہے۔ اسے امیر بنا دیا جائے۔ تو درست امر نہیں۔ اگر ایک چپڑاسی اس سے زیادہ دیندار ہو۔ تو جماعت کی خوبی ہوگی۔ کہ وہ کرنیل کی بجائے اس چپڑاسی کو اپنا امیر بنائے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ وہ

نظم کی طاقت

اپنے اندر رکھتا ہو۔ اگر وہ چپڑاسی ایسا ہو۔ کہ جب کوئی کرنیل آئے۔ تو اسے سیلوٹ کرنے لگ جائے۔ تو پھر وہ بھی اس عہدہ کے مناسب نہیں ہوگا۔ کیونکہ خدام کے دفتر یا جلسہ میں کرنیل کو سلام کرنے کا سرکاری حکم نہیں ہے۔

ہونا یہ چاہیئے

کہ فوج اور چھاؤنی میں وہ سپاہی یا چپڑاسی سیلوٹ کرے۔ اور خدام کے دفتر میں کرنیل آئے۔ تو چپڑاسی کو سلام کرے۔ جو

دیندار چپڑاسی

اپنے عہدہ کا وقار قائم رکھ سکے۔ وہ کرنیل کی نسبت امیر بننے کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ رنگ نظم کا تمہارے اندر آنا چاہیئے۔ اپنا ووٹ ضائع نہیں کرنا چاہیئے اور صحیح طور پر دینا چاہیئے۔

جو انتخاب تم نے کیا ہے

وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس لئے میں یہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم نے بغیر سوچے سمجھے اپنا ووٹ دے دیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ۱۲ اکتوبر کے بعد جو سال شروع ہوتا ہے۔ اس میں مرزا ناصر احمد مجلس خدام الاحمدیہ کے نائب صدر نہیں رہیں گے۔ کیونکہ ان کی عمر زیادہ ہو چکی ہے۔ اور وہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبر نہیں رہے۔ میں نے انہیں دو سال کے لئے نائب صدر مقرر کیا تھا۔ تاکہ ان کے

تجربہ سے فائدہ

اٹھایا جائے۔ باقی جو انتخاب کیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے:۔

(۱) مرزا منور احمد صاحب ۱۱۲
(۲) مرزا طاہر احمد صاحب ۱۰۹
(۳) مولوی غلام باری صاحب سیف ۷۰
(۴) میر داؤد احمد صاحب ۸۰
(۵) چودھری شبیر احمد صاحب ۶۳
(۶) قریشی عبد الرشید صاحب ۹۴

میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ یہ ووٹنگ عقل اور سمجھ پر کس طرح مبنی ہے۔ اس میں یا تو

جنبہ داری سے کام

لیا گیا ہے۔ اور یا بھیڑ چال اختیار کی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہو۔ لیکن میرے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ طاہر احمد شاگرد ہے۔ اور مولوی غلام باری صاحب سیف استاد ہیں۔ استاد کو

بہت کم ووٹ

ملے ہیں اور شاگرد کو زیادہ اور یہ استاد کی کنڈمنیشن (Condemnation) ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ استاد نالائق ہے۔ اور شاگرد اچھا ہے۔ ممکن ہے۔ میرے ذہن میں بھی ان کے خلاف بعض باتیں ہوں۔ لیکن تمہارے نقطۂ نگاہ سے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ استاد کے مقابلہ میں شاگرد کو

زیادہ ووٹ

تم نے کس طرح دے دیئے۔ جب طاہر احمد کے مقابلہ میں اس کا استاد موجود تھا۔ تو

تم نے کم ووٹ کیوں دئیے۔ پھر قریشی عبدالرشید صاحب ہیں۔ قریشی صاحب خدام الاحمدیہ کے پرانے کارکن ہیں ان کو بھی انتخاب میں دوسروں سے نیچے گرا دیا گیا ہے میں گراتا تو اس کی کوئی وجہ ہوتی۔ جو وجوہات میرے پاس ہیں وہ تمہارے پاس نہیں۔ یہ لوگ میرے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کے

نقائص اور خوبیوں کا علم ہے

لیکن تمہارے گرانے کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تم نے طاہر احمد کو محض صاحبزادہ سمجھ کر ووٹ دیدئے ہیں اور اگر ایسے اہم معاملات میں محض صاحبزادگی کی بناء پر کسی کو ترجیح دیدی جائے تو قوم تو ختم ہو گئی۔ انتخاب کے لئے کام اور قابلیت دیکھی جاتی ہے صاحبزادگی نہیں دیکھی جاتی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صحیح طور پر وہی لوگ کام کر سکتے ہیں جو میرے قریب ہوں اور اگر تم نے یہ دیکھا ہے کہ کسی کو مجھ سے ملنے کا موقعہ زیادہ مل سکتا ہے۔ تو یہ بات اچھی ہے۔ لیکن اس بات کو نظر انداز کر دیا جائے تو

ہر ایک کا حق ہے

کہ وہ اس عہدہ پر کام کرے۔ اگر ایک شخص کو مجھ سے ملاقات کا موقعہ زیادہ ملتا ہے اور دوسرا اس سے زیادہ قابل ہو تو ترجیح اس شخص کو دی جائے گی جو قابل ہوگا پس یہ انتخاب یا تو جنبہ داری کی وجہ سے ہوا ہے اور یا اس میں بھیڑ چال سے کام لیا گیا ہے اگر تمہیں کسی سے محبت ہے تو اس سے محبت کرنے کے اور ذرائع استعمال کرو۔ اُسے تحفے دو۔ اس سے باتیں کرو۔ اُس سے تعلقات بڑھاؤ۔ لیکن اسلام تمہیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ تم محض محبت اور پیار کی وجہ سے کسی کا حق دوسرے کو دیدو جو مال سلسلہ کا ہے وہ چاہے کوئی رشتہ دار ہو یا دوست۔ تم محض دوستی یا رشتہ داری کی وجہ سے کسی کو نہیں دے سکتے۔ پچھلی دفعہ بھی تم نے ایسا ہی کیا۔ تم نے مرزا خلیل احمد کو منتخب کر لیا۔ اور وہ آج تک امتحان میں فیل ہو رہا ہے کلاس سے نہیں نکلا اور تم نے اسے آج سے چار سال قبل اپنا صدر منتخب کر لیا تھا اور میں نے وہ انتخاب رد کر دیا تھا۔ اس لئے کہ انتخاب میں جنبہ داری اور پارٹی بازی سے کام لیا گیا تھا۔ اور اعلان کیا تھا کہ آج سے مجلس خدام الاحمدیہ کا صدر میں خود ہوں گا۔ تا تمہیں اس بات کی تحریک ہو کہ تم صحیح اسلامی روح اپنے اندر پیدا کرو۔ اگر صحیح اسلامی روح کسی کے انتخاب کے خلاف جاتی ہے تو تم اس کے خلاف جاؤ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم میں سے ہر ایک کو کھڑا کر کے دریافت کروں کہ آیا کسی اور نے کسی شخص کو ووٹ دینے کے لئے کہا تھا یا نہیں۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اس قسم کے انتخابات عقل کے خلاف ہوتے ہیں۔ انتخاب کے وقت

ہمیشہ قابلیت دیکھنی چاہیئے

میں جانتا ہوں کہ مرزا ناصر احمد میں پہلے کئی نقائص تھے جو بعد میں دور ہو گئے۔ لیکن منور احمد میں وہ قابلیت نہیں جو ناصر احمد میں تھی۔ لیکن بہر حال چونکہ اس کو اس کام میں ایک حد تک تجربہ ہے اگر وہ

اپنی اصلاح کرے گا تو اس کام کو کر لے گا۔ اس لئے میں اس کا نام نائب صدر کے لئے منظور کرتا ہوں۔ مگر یاد رہے کہ کام کو لٹکایا نہ جائے۔ کام کو لٹکانا قوم کو ذلت کی طرف لے جاتا ہے۔

انگریزوں میں ایک اصطلاح

مشہور ہے اور وہ ہے ریڈ ٹیپ ازم۔ جب کسی سوال کا جواب فوری طور پر نہ دینا ہو۔ یا ایک چیز پہلے ایک شخص کے پاس جائے۔ پھر دوسرے کے پاس جائے پھر تیسرے کے پاس جائے اور اس طرح اس کا جواب آنے میں پانچ چھ ماہ کا عرصہ لگ جائے تو اس کا نام انہوں نے ریڈ ٹیپ ازم رکھا ہے۔ لیکن اس لعنت سے بھی بڑی لعنت ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ ہمارے مقابلہ میں انگریز کی نسبت جوں کے مقابلہ میں گاڑی کی ہے جو رفتار ایک جوں کی گاڑی کے مقابلہ میں ہوتی ہے وہی انگریز کے مقابلہ میں ہماری رفتار ہے جس تیزی اور تندہی سے انگریز کام کرتے ہیں ہم نہیں کرتے۔ اگر انگریزوں کا ریڈ ٹیپ ازم ہم میں آ جائے تو پتہ نہیں ہم میں کس قدر تیزی آ جائے

ایک واقعہ مشہور ہے

جس سے پتہ لگتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں کس قدر سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں۔ راجپوتانہ کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کسی گھر میں آگ لگ گئی۔ پانچ سات میل پر کوئی قصبہ تھا جہاں فائر بریگیڈ تھا۔ اس نے وہاں فون کیا کہ میرے گھر کو آگ لگ گئی ہے فائر بریگیڈ بھجواؤ تا آگ بجھائی جا سکے۔ اُسے جواب ملا کہ فائر بریگیڈ کو روانگی کا حکم مل چکا ہے اور وہ تمہارے پاس بہت جلد پہنچ جائیگا لیکن یہ جواب تب دیا گیا تھا جب اس کا مکان جلکر دوبارہ بھی تعمیر ہو چکا تھا۔ اس نے اسی جواب کے جواب میں لکھا کہ آپ کا شکریہ۔ مگر اب تو مکان دوبارہ تعمیر ہو چکا ہے اب فائر بریگیڈ کی ضرورت نہیں۔

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے

کہ میں ایک دفعہ قادیان کے قریب ایک گاؤں پھیروچیچی گیا۔ وہاں میں اکثر دفعہ جایا کرتا تھا۔ وہاں میری کچھ زمین بھی تھی۔ شروع میں ہم وہاں خیمے لگا کر رہتے تھے ایک دفعہ باورچی نے مجھے اطلاع دی کہ آٹا ختم ہو گیا ہے اس لئے مزید آٹا پسوانے کا انتظام کر دیا جائے صرف ایک وقت کا آٹا باقی ہے۔ مہمان کثرت سے آتے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کا انتظام جلد کر دیا جائے میں نے ایک دوست کو بلایا۔ ان کا نام قدرت اللہ تھا اور وہ میری زمینوں پہ ملازم رہ چکے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ آٹا ختم ہو چکا ہے صرف ایک وقت کا آٹا باقی ہے مہمان کثرت سے آتے ہیں۔ اس لئے دو بوریاں آٹا پسوا لاؤ۔ وہاں قریب ہی قصبہ کے قریب پن چکیاں تھیں اس لئے آٹا پسوانے میں کوئی دقت نہیں تھی۔ میں نے انہیں یہ ہدایت کی کہ اس بارہ میں سستی نہ کرنا یہ نہ ہو کہ مہمانوں کو آٹا نہ ہونے کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو۔ گاؤں سے اتنا آٹا نہیں مل سکتا۔ چنانچہ وہ اسی وقت چلے گئے تا آٹا پسوانے کا انتظام کریں۔ میں نے انہیں چلتے چلتے بھی تاکید کی کہ آٹا جلد پہنچا دینا

اس میں سستی نہ کرنا

دوسرے دن صبح کا وقت آیا۔ کھانا تیار ہو کر آ گیا۔ اور ہم نے کھایا۔ شام ہوئی تو کھانا آ گیا میں نے خیال کیا۔ کہ آٹا آ گیا ہوگا۔ لیکن بعد میں باورچی نے بتایا کہ اس وقت تو ہم نے گاؤں کے دوستوں سے تھوڑا تھوڑا آٹا مانگ کر گزارہ کر لیا ہے۔ کل کے لئے آٹے کا انتظام کرنا مشکل ہے۔ آپ آٹا پسوانے کا جلد انتظام کر دیں۔ اتنے چھوٹے سے گاؤں میں اس قدر آٹے کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ میں نے سمجھا چلو اس وقت آٹا نہیں آیا۔ تو صبح آ جائے گا۔ لیکن صبح کے وقت بھی آٹا نہ آیا۔ میں نے کہا چلو اس وقت گاؤں سے تھوڑا تھوڑا آٹا

مانگ کر گزارہ کر لو

امید ہے شام تک آٹا آ جائے گا۔ ویسے تو گاؤں میں چار پانچ سو احمدی تھے۔ لیکن کسی ایک گھر سے اس قدر آٹے کا انتظام مشکل تھا چنگی چنگی آٹا مانگنا پڑتا تھا۔ اب ۴۸ گھنٹے گزر چکے تھے۔ لیکن میاں قدرت اللہ صاحب واپس نہ آئے۔ پھر اگلی شام بھی آ گئی۔ لیکن میاں قدرت اللہ صاحب واپس نہ آئے۔ چنانچہ پھر گاؤں کے احمدیوں سے آٹا مانگ کر گزارہ کیا گیا۔ اس پر میں نے ایک آدمی کو میاں قدرت اللہ صاحب کے پاس بھیجا۔ اور اسے ہدایت کی۔ کہ وہ یہ معلوم کرے۔ کہ آٹا پسوانے میں اتنی دیر کیوں ہو گئی ہے۔ وہاں یہ لطیفہ ہوا کہ اس دوست نے میاں قدرت اللہ صاحب کے دروازہ پر دستک دی۔ لیکن

اندر سے کوئی جواب نہ آیا

آخر اس نے بلند آواز سے کہا۔ حضور خفا ہو رہے ہیں۔ آٹا نہ ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ آخر تم بتاؤ تو سہی کہ آٹا پسوانے میں کیوں دیر واقع ہوئی ہے۔ آخر میاں قدرت اللہ صاحب باہر نکلے۔ اور کہا ابھی غور ہی کر رہے ہیں کہ آٹا کونسی چکی پر پسوایا جائے۔ یعنی میں تین دن سے یہ غور کر رہا ہوں کہ آٹا کس چکی پر سے پسوایا جائے۔ گویا آٹا پسوانے کا سوال ہی نہ تھا ابھی تو یہ غور ہو رہا تھا کہ آٹا کہاں سے پسوایا جائے۔ تو یہ ہمارے ملک کی ریڈ ٹیپ ازم ہے۔ ہم ہر معاملہ کو اتنا لٹکاتے ہیں۔ کہ دو منٹ کا کام ہو تو اس پر مہینوں لگ جاتے ہیں۔ میرا ناظروں سے روزانہ یہی جھگڑا ہوتا ہے۔ اور انہیں میں میاں قدرت اللہ صاحب کی ہی مثال دیتا ہوں۔ مثلاً ناظر صاحب بیت المال نے شکایت کی کہ فلاں شخص کے ذمہ ۱۶ ہزار روپیہ کا غبن نکلا ہے۔ اور دو ہزار روپیہ کا جھگڑا اور ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کہتی ہے کہ جب تم پوری تحقیقات کر لو گے۔ تو اس کے خلاف کارروائی کریں گے میں نہیں سمجھتا کہ

اس میں کونسی مصلحت ہے

اس معاملہ میں اتنی دیر ہو گئی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے بعد میں مشکلات کا سامنا ہوگا یا تو ثبوت ضائع ہو جائیں گے۔ یا فریق ثانی کو اس بات کا شکوہ ہوگا۔ کہ وہ کوئی فیصلے نہیں کر رہے۔ معاملہ کو یونہی لٹکایا جا رہا ہے (مشکلات کا سامنا ہو گیا۔ کیونکہ جس شخص نے روپیہ کی ضمانت دی تھی وہ فوت ہو گیا ہے) اس سے پہلے بھی دو تین کیس ہو چکے ہیں اور اب ان کی طرف سے درخواست آئی ہے۔ کہ ہمیں تنخواہیں دی جائیں۔ گویا ایک طرف تو جماعت کا نقصان ہوا۔ اور دوسری طرف یہ جرمانہ ہوا۔ کہ جرم کرنے والوں کو تنخواہیں دی جائیں۔ میں نے ناظر صاحب اعلیٰ کو یہی لکھا ہے۔ کہ تم ناظر صاحب بیت المال کو یہ جواب کیوں نہیں دیتے۔ کہ کیا آپ کو ہمارا دستور معلوم نہیں کہ ہم ہر معاملہ کو ہمیشہ لٹکایا کرتے ہیں تا ثبوت ضائع ہو جائیں اور مجرم دو سال کی تنخواہ اور لے لے۔

غرض

ریڈ ٹیپ ازم

کی اتنی مصیبت ہے کہ باوجود کوشش کے احمدیوں سے بھی نہیں جاتی۔ خدام میں بھی اسی قسم کی غفلت اور سستی پائی جاتی ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ میں نے منور احمد کو دیکھا ہے۔ اسے کوئی کام بتاؤ چاہے وہ چند منٹ کا ہو وہ اسے دو تین ماہ تک لٹکائے جاتا ہے۔ بہر حال چونکہ آپ لوگوں نے اس کے حق میں رائے دی ہے۔ اس لئے میں اسے ایک چانس اور دیتا ہوں اسے اپنی عادت کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ چاہے رات کو بیٹھ کر کام کرنا پڑے۔ کسی چیز کو زیادہ دیر تک لٹکانا نہیں چاہیئے۔

میری کئی راتیں ایسی گزری ہیں۔ کہ میں نے رات کو عشاء کے بعد کام شروع کیا۔ اور صبح کی اذان ہو گئی۔ تم یہ کیوں نہیں کر سکتے۔

اب بھی میرا یہ حال ہے

کہ میری اس قدر عمر ہو گئی ہے چلنے پھرنے سے میں محروم ہوں۔ نماز کے لئے مسجد میں بھی نہیں جا سکتا۔ لیکن چارپائی پر لیٹ کر بھی میں گھنٹوں کام کرتا ہوں۔ پچھلے دنوں جب فسادات ہوئے میں ان دنوں کمزور بھی تھا۔ اور بیمار بھی۔ لیکن پھر بھی رات کے دو دو تین تین بجے تک روزانہ کام کرتا تھا۔ ۲ ماہ کے قریب یہ کام رہا۔ جو لوگ ان دنوں کام کر رہے تھے۔ وہ جانتے ہیں کہ کوئی رات ہی ایسی آتی تھی۔ جب میں چند گھنٹے سوتا تھا اکثر رات جاگتے جاگتے کٹ جاتی تھی۔ نوجوانوں کے اندر تو کام کرنے کی امنگ ہونی چاہیئے۔ میاں قدرت اللہ صاحب والا غور انہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔

پس میں آپ سب کو

یہ نصیحت کرتا ہوں

کہ اپنے کاموں میں چستی پیدا کرو۔

تیسرے نمبر پر میر داؤد احمد صاحب کے ووٹ زیادہ ہیں۔ ان کی عمر طاہر احمد سے زیادہ ہے اور تجربہ بھی اس سے زیادہ ہے۔ اس لئے دوسرے نمبر پر نائب صدر میں انہیں بناتا ہوں۔ لیکن چونکہ میر داؤد احمد صاحب تبلیغ کے سلسلہ میں بیرون پاکستان جا رہے ہیں۔ اس لئے ان کے چلے جانے کے بعد باقی عرصہ کے لئے مولوی غلام باری صاحب سیف نائب صدر دوم ہوں گے۔

میں نے بتایا ہے کہ ناصر احمد اب انصار اللہ میں چلے گئے ہیں۔ ان کے متعلق

میں نے فیصلہ کیا ہے

کہ وہ آئندہ انصار اللہ کے صدر ہوں گے۔ اگرچہ میرا یہ حکم "ڈکٹیٹر شپ" کی طرز کا ہے لیکن اس "ڈکٹیٹر شپ" کی وجہ سے ہی تمہارا کام اس حد تک پہنچا ہے۔ ورنہ تمہارا حال بھی صدر انجمن احمدیہ کی طرح ہی ہوتا۔ ایک دفعہ ایک جماعت کی طرف سے ایک چٹھی آئی۔ جو سیکرٹری مال کی طرف سے تھی۔ انہوں نے تحریر کیا کہ ہمارے بزرگ ایسے نیک اور دین کے خدمت گزار تھے کہ انہوں نے دین کی خاطر ہر ممکن قربانی کی۔ لیکن اب ہم جو ان کی اولاد ہیں۔ ایسے نالائق نکلے ہیں۔ کہ جماعت پر مالی بوجھ روز بروز زیادہ ہو رہا ہے۔ لیکن ہم نے اپنا چندہ اتنے سالوں سے ادا نہیں کیا۔ آپ مہربانی کر کے اپنا آدمی یہاں بھجوائیں۔ دوستوں کو ندامت محسوس ہو رہی ہے۔ چنانچہ یہاں سے نمائندہ بھیجا گیا۔ اور چند دن کے بعد اس کی طرف سے ایک چٹھی آئی۔ کہ ساری جماعت یہاں جمع ہوئی اور سب افراد اپنی سستی اور غفلت پر روئے اور انہوں نے درخواست کی۔ کہ پچھلا چندہ ہمیں معاف کر دیا جائے آئندہ ہم باقاعدہ چندہ ادا کریں گے۔ اور اس کام میں غفلت نہیں کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر بقایا ہو گیا تو ایک اور چٹھی آ گئی۔ کہ مرکز کی طرف سے کوئی آدمی بھیجا جائے۔ احباب میں

ندامت پیدا ہوئی ہے

چنانچہ ایک آدمی گیا۔ تمام لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے گریہ وزاری کی۔ اور یہ درخواست کی۔ کہ پہلا چندہ معاف کیا جائے۔ آئندہ ہم باقاعدہ چندہ ادا کریں گے۔ غرض ہر تیسرے سال یہ چکر چلتا۔ دو تین آدمی ایسے تھے۔ جو باقاعدہ طور پر چندہ ادا کرتے تھے۔ باقی کا یہی حال تھا۔ اگر میں مجلس خدام الاحمدیہ کے بارہ میں "ڈکٹیٹر شپ" استعمال نہ کرتا۔ تو تمہارا بھی یہی حال ہوتا۔ نوجوانوں کو میں نے پکڑ لیا۔ اور انصار اللہ کو یہ سمجھ کر کہ وہ بزرگ ہیں۔ ان میں سے بعض میرے استاذ بھی ہیں چھوڑ دیا۔ لیکن اب تم دیکھتے ہو۔ کہ خود مجھے بھی کوئی انصار اللہ کا ممبر نظر نہیں آتا۔ پس ناصر احمد کو میں

انصار اللہ کا صدر

مقرر کرتا ہوں۔ وہ فوراً انصار اللہ کا اجلاس طلب کریں۔ اور عہدہ داروں کا انتخاب کر کے میرے سامنے پیش کریں (تین ماہ کے عرصہ میں خدام سے انصار اللہ میں جا کر ناصر احمد نے بھی کوئی کام نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے وہاں کی ہوا لگ گئی ہے۔) اور پھر میرا مشورہ ہے کہ انہیں ازسر نو منظم کریں۔ پھر خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کی طرح انصار اللہ کا بھی سالانہ جلسہ کیا کریں۔ لیکن ان کا انتظام اور قسم کا ہو گا۔ اس اجتماع میں کھیلوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ کبڈی اور دوسری کھیلیں ہوتی ہیں۔ انصار اللہ کے اجتماع میں درس القرآن کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ اور زیادہ وقت تعلیم و تدریس پر صرف کیا جائے۔

خدام الاحمدیہ کی تنظیم

اب روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ان کے کاموں میں پہلے سے زیادہ چستی پیدا ہونی چاہیئے۔ پچھلے دنوں لاہور والوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ نہایت قیمتی تھا۔ لیکن اگر لاہور کی مجلس زیادہ منظم ہوتی۔ تو یقیناً ان کا کام زیادہ مفید ہو سکتا تھا۔ اور اگر لاہور والوں کو منظم ہونے کا احساس ہوتا۔ تو اس کا قاعدہ یہ تھا۔ کہ لاہور والے مرکز کو لکھتے۔ کہ وہ اپنا ایک نمائندہ یہاں بھیجدیں پھر وہ نمائندہ دوسری مجالس کو تاریں دیتا کہ تم لوگ یہاں آ کر کام کرو۔ اس طرح لاہور میں

خدمت خلق کا کام

وسیع ہو سکتا تھا۔ جب میں نے ربوہ سے معمار بھجوائے۔ تو لاہور میں اتنا کام نہیں ہو سکا جس کی ہمیں امید تھی۔ اور اس کی زیادہ وجہ یہی تھی۔ کہ سامان بہت کم تھا۔ معماروں کو وقت پر سامان میسر نہیں آیا۔ اگر لاہور والے اس کے متعلق پہلے غور کر لیتے۔ اور ہمیں سامان کا اندازہ لگا کر بھیجدیتے۔ تو یہاں سے معمار کام کا اندازہ کر کے بھیجے جاتے۔ اب انہوں نے خدمت بھی کی۔ لیکن کام زیادہ نہیں ہوا۔ اگر سامان کم تھا۔ تو ہم کچھ معمار اس وقت بھیجدیتے۔ اور باقی معماروں کو کسی اور موقعہ پر کام لے لیتے۔ انسان آنریری خدمت ہر وقت نہیں کر سکتا۔ آخر اس نے اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ بھی پالنا ہوتا ہے۔ بہرحال اس قسم کے تمام کام اسی وقت عمدگی سے سرانجام دیئے جا سکتے ہیں جب

مجالس ایک دوسری سے تعاون کریں

سیلاب کے دنوں میں باقی جماعتوں نے بھی کام کیا ہے۔ لیکن لاہور کی جماعت نے جس قسم کا کام کیا ہے اس سے انہیں ایک خاص معیار حاصل ہو گیا ہے۔ موجودہ قائد خدام الاحمدیہ کے اندر وقت کا احساس ہے۔ میں جب لاہور گیا اور میں نے ربوہ کے معماروں کے بنائے ہوئے مکانوں کو خود دیکھا تو ایک جگہ پر ایک کمرہ تعمیر کرنے کے لئے میں نے انہیں اندازہ بھجوانے کی ہدایت کی۔ غور کرنے والے تو شاید اس پر کئی دن لگا دیتے۔ لیکن انہوں نے اندازہ گھنٹوں میں پہنچا دیا اور پھر اس کی تفصیل بھی ساتھ تھی۔

پس تم خدمت خلق کے کام کو نمایاں کرو۔ اور اپنے

بجٹ کو ایسے طور پر بناؤ

کہ وقت آنے پر کچھ حصہ اس کا خدمت خلق کے کاموں میں صرف کیا جا سکے۔ قادیان میں یہ ہوتا تھا کہ زیادہ زور عمارتوں پر رہتا تھا۔ حالانکہ اگر کوئی عمارت بنانی ہی ہے تو پہلے اس کا ایک حصہ بنا لیا جائے کچھ کچے کمرے بنائے جائیں۔ جماعت بڑھتی جائے گی تو چندہ بھی زیادہ آئے گا۔ اور اس سے عمارت آہستہ آہستہ مکمل کی جا سکے گی۔ پس اپنے بجٹ کا ایک حصہ خدمت خلق کے لئے وقف رکھو۔ جیسے ہلال احمر اور ریڈ کراس کی سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں۔ اگر تم آہستہ آہستہ ایسے فنڈز جمع کرتے رہو تو ہنگامی طور پر یہ رقوم کام آ جائیں گی۔ مثلاً

بنگال میں سیلاب

آیا تو جماعت کی طرف سے نہایت اچھا کام کیا گیا۔ لیکن چونکہ چندہ دیر سے جمع ہوا۔ اس لئے کام ابھی تک جاری ہے۔ چندہ جب مانگا گیا تھا تو صرف مشرقی پاکستان کا نام لیا گیا تھا پنجاب کا نام نہیں لیا گیا تا کہ مزید چندہ مانگنے پر جماعت پر مالی بوجھ نہ پڑے۔ اگر اس قسم کی رقوم پہلے سے جمع ہوتیں۔ تو جمع شدہ چندہ ہم مشرقی پاکستان پر خرچ کر دیتے اور ان رقوم میں سے ایک حصہ پنجاب میں خرچ کر دیا جاتا پس ہر سال بجٹ میں اس کے لئے بھی کچھ مارجن رکھ دیا جائے اور تھوڑی بہت رقم ضرور الگ رکھی جائے وہ رقم ریزرو ہو گی۔ جو

قحط اور سیلاب وغیرہ مواقع پر

صرف کی جائے گی۔ تم اس کا کوئی نام رکھ لو۔ ہماری غرض صرف یہ ہے کہ اس طرح ہر سال کچھ رقم جمع ہوتی رہے جو کسی حادثہ کے پیش آنے یا کسی بڑی آفت کے وقت خدمتِ خلق کے کاموں پر خرچ کی جا سکے۔ جاپان میں زلزلے کثرت سے آتے ہیں۔ فرض کرو وہاں کوئی ایسا زلزلہ آ جائے جس قسم کا زلزلہ پچھلے دنوں آیا تھا اور اس کے نتیجہ میں دو تین ہزار آدمی مر گئے تھے۔ تو ایسے مواقع پر اگر خدام الاحمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ کے واسطہ سے کچھ رقم وہاں بھیج دی جائے تو خود بخود خدام الاحمدیہ کا نام لوگوں کے سامنے آ جائے گا۔ اس قسم کی مدد سے بین الاقوامی شہرت حاصل ہو جاتی ہے اور طبائع کے اندر شکریہ کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے اگر

اس قسم کے مصائب

کے وقت کچھ رقم تار کے ذریعہ بطور مدد بھیج دی جائے تو دوسرے دن ملک کی سب اخبارات میں مجلس کا نام چھپ جائے گا۔ پچھلے طوفان میں ہی اگر خدام کے مختلف وفود بنائے جاتے اور تنظیم کے ذریعہ سے باہر کی مجالس سے آدمی منگوائے جاتے تو زیادہ سے زیادہ آدمی سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کے لئے بھیجے جا سکتے تھے۔ مثلاً سیلاب کا زیادہ زور ملتان، سیالکوٹ اور لاہور کے اضلاع میں تھا۔ اگر ان ضلعوں کی مجالس کو منظم کیا جاتا۔ اور باقی مجالس سے مدد کے لئے مزید آدمی آ جاتے اور انہیں بھی امدادی کاموں کے لئے مختلف جگہوں پر بھیجا جاتا۔ تو پھر ان کا کام زیادہ نمایاں ہو جاتا پھر یہ بھی چاہیئے کہ

حالات کو دیکھ کر غور کیا جائے

کہ کس رنگ میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ لاہور میں میں نے دیکھا ہے کہ بعض جگہ چھپر ڈال کر لوگوں کو پناہ دی جا سکتی تھی۔ اگر شہر کے ارد گرد نالابوں سے تنکے اور گھاس کاٹ کر لایا جاتا۔ تو اس سے بڑی آسانی سے چھپر بنا کر چھت کا کام لیا جا سکتا تھا۔ اس طرح لکڑی کے مہیا کرنے کی ضرورت نہیں تھی اسی طرح اس قسم کے مواقع پر پکے مکانات کی ضرورت نہیں ہوتی پھسکے کی عمارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور لکڑی کی بجائے بانس اور تنکوں کا چھت بنا دیا جاتا ہے۔ لاہور میں کئی ایسی جگہیں تھیں جہاں بوچھاڑ سے بچاؤ کے لئے چھت کی ضرورت تھی۔ یہ سب کام آرگنائزیشن سے ہو سکتے تھے۔ ہمارے محکمہ خدمت خلق کا یہ کام ہے کہ نہ صرف وہ

مجالس کو آرگنائز کرے

بلکہ اس قسم کا انتظام کرے کہ اگر کسی جگہ کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو کس طرح ساری جماعت کا زور اس طرف ڈالا جا سکے۔ آئندہ میرے پاس رپورٹیں آتی رہنی چاہئیں کہ کس طرح خدمت خلق کے کام کو آرگنائز کیا گیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض حلقے بنا دیئے جائیں اور ان کی آپس میں آرگنائزیشن کر دی جائے جیسے زونل سسٹم ہوتا ہے۔ اس طرح صوبہ کے مختلف زون مقرر کر دیئے جائیں۔ مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ملتان کے ارد گرد سو سو میل کا ایک زون بنا دیا جائے۔ اس علاقہ میں آبادی کم ہے اس لئے اس سے بڑا زون بھی بنایا جا سکتا ہے پھر ہر زون میں خدمت خلق کا ایک افسر مقرر کیا جائے جو مصیبت آنے پر دوسری مجالس کو تار دے دے۔ کہ فلاں جگہ پر مصیبت آ گئی ہے۔ امدادی کاموں کے لئے خدام بھیج دیئے جائیں۔

اسی طرح یاد رکھو کہ

ہمارا ملک ایسے حالات سے گزر رہا ہے

کہ اس میں نہ صرف بڑے بڑے طوفان آ سکتے ہیں۔ بلکہ طوفان لائے بھی جا سکتے ہیں۔ ہم نچلے علاقہ میں ہیں۔ اور ہندوستان کی حکومت اوپر کے علاقوں پر قابض ہے۔ اور وہ پانی چھوڑ کر طوفان لا سکتی ہے۔ پھر لاہور میں امدادی کاموں کے سلسلہ میں جو دقت پیش آئی تھی اس کے متعلق دریافت کرنے

مجھے بتایا گیا کہ اس موقعہ پر بھٹہ والوں نے بددیانتی کی ان لوگوں نے اس موقعہ پر اینٹ کو مہنگا کر دیا۔ اگر اس قسم کی تحریک کی جاتی کہ جماعتیں مل کر ان کو توجہ دلائیں کہ ایسے مواقع پر آپ لوگوں کا بھی فرض ہے کہ مصیبت زدگان کی امداد کریں۔ تو یقیناً وہ کم قیمت پر اینٹ سپلائی کرتے۔ میرے نزدیک آئندہ کے لئے ابھی سے لاہور کے بھٹہ والوں سے مل کر انہیں اس بات پر تیار کیا جائے کہ اگر ملک کو آئندہ ایسا حادثہ پیش آیا تو وہ اینٹ کم قیمت پر دیں گے اور دوسرے گاہکوں پر امدادی کاموں کو ترجیح دیں گے۔ بے شک اس میں دقت پیش آئے گی اور پہلے ایک آدمی بھی مشکل سے مانے گا۔ لیکن آہستہ آہستہ کئی لوگ مان لیں گے اور پھر جو لوگ آپ کی بات مان لیں ان کے نام محفوظ رکھ لئے جائیں اس طرح اس کام کو منظم کیا جائے۔

میں نے اس دفعہ

ایک شعبہ کو منسوخ کر دیا ہے

اور وہ ایثار و استقلال کا شعبہ ہے۔ کیونکہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تربیت و اصلاح کے علاوہ ایثار و استقلال کا الگ شعبہ کس غرض کے لئے ہے۔ جب تک اس کے متعلق کوئی نئی سکیم پیش نہ کی جائے میں اسے بحال نہیں کر سکتا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس عہدہ کو میں نے ہی قائم کیا تھا۔ لیکن اب مجھے یاد نہیں رہا کہ اسے کس غرض سے قائم کیا گیا تھا پس جب تک مجھے یہ نہ بتایا جائے کہ تربیت و اصلاح کے علاوہ ایثار و استقلال نے کیا کام کرنا ہے یہ شعبہ تربیت و اصلاح میں مدغم رہے گا۔ ہاں اگر مجھے بتا دیا جا سکے کہ اس عہدہ نے پہلے کیا کام کیا ہے اور اب اسے کس طرح زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ تو میں اس کی دوبارہ منظوری دیدوں گا۔

(اس کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے)

ملتان کے خریداران "الفضل"

ملتان شہر اور چھاؤنی کے خریداران الفضل کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ انہیں اخبار وہاں کے ایجنٹ محمد سرور صاحب کی معرفت ملا کرے گا۔ وہاں کے خریداران کی فہرست ان کو بھجوا دی گئی ہے۔ مینجر روزنامہ الفضل ربوہ

کراچی یونیورسٹی میں فرانسیسی زبان کی تعلیم

کراچی ۸ رفروری۔ کراچی یونیورسٹی میں آج سے فرانسیسی زبان پڑھانے کے لئے کلاسز شروع ہیں جو طلباء ان میں شریک ہونا چاہیں وہ رجسٹرار کراچی یونیورسٹی کو درخواست دیں۔ درخواستوں کے فارم یونیورسٹی کے اڈمنسٹریشن سیکشن سے مل سکتے ہیں۔

دریائے کوسی کو قابو کرنے کا منصوبہ

نئی دہلی۔ بھارت خوفناک دریائے کوسی پر قابو پانے کے لئے رضاکاروں کی ایک فوج بنا رہا ہے۔ تاکہ ہر سال ایک کروڑ دس لاکھ افراد کو سیلاب کا سامنا کرنا پڑے۔ طوفان پر کنٹرول پانے کا کام پانچ ہزار مزدوروں نے جن میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ آج ۱۴ کروڑ روپے کے منصوبے کے سلسلے میں شروع کر دیا دو بند ایک دوسرے سے سات میل دور اور ستر میل لمبے بنائے جائیں گے۔ دونوں بند ایک دوسرے کے متوازی بنیں گے۔ اس طرح برف پگھلنے اور برسات کے زمانہ میں دریائے کوسی کو ان دیواروں کے اندر بند کر دیا جائے گا۔ دریائے نیپال سے نکل کر بھارتی صوبہ بہار کو روندتا ہوا دریائے گنگا میں جا گرتا ہے۔ دریائے کوسی پر قابو پانا اس لئے مشکل ہے کہ یہ کئی راستوں میں بہہ رہا ہے نیپال کی سرحد پر ایک دیوار تعمیر (م)

سگریٹ نوشی بند کرنے کی مہم

جبلپور ۸ رفروری۔ یہاں طلباء نے "سگریٹ پینا بند کر دیجئے" کے عنوان سے ایک مہم شروع کی ہے جس کا پہلا زور اساتذہ اور طلباء پر ہے۔ پہلے استادوں اور طلباء کو کہا جاتا ہے کہ وہ سگریٹ پینا بند کر دیں یا کم سے کم اساتذہ طلباء کے سامنے سگریٹ نہ پئیں۔

آندھرا میں اردو زبان کو برقرار رکھنے کا مطالبہ

تنالی ۸ رفروری۔ تنالی کے ہندوؤں اور مسلمانوں نے کثیر تعداد میں تنالی ریلوے اسٹیشن پر مولانا ابوالکلام آزاد کا استقبال کیا جب کہ آپ آوادی کانگرس سے دہلی واپس جا رہے تھے۔ سیکرٹری جمعیت العلماء ہند آندھرا اسٹیٹ معہ ممبران تنالی ٹاؤن جمعیت العلماء نے مولانا آزاد کو سپاسنامہ پیش کیا۔ سپاسنامہ میں کہا گیا ہے کہ

بیس ۲۰ لاکھ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔ اور ان کی مادری زبان اردو کو برقرار رکھا جائے۔

✲ غیر جانبدارانہ بیرونی نگرانی میں خود کشمیر کا باشندہ سے آزادانہ طور پر فیصلہ کریں۔ پاکستان نے اس فارمولے کو اختیار کرنے کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔ لیکن بھارت نے اس طریقہ کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی ہے اگر ہندوستان اس سلسلہ میں سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہے تو نئی دہلی اور کراچی سے موصول ہونے والی خبریں یقیناً بہت مسرت افزا ہوں گی۔ اسی طرح پانی کے استعمال کے حقوق کے بارے میں مذاکرات جو گذشتہ موسم گرما میں ختم ہو گئے تھے شروع کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بھی اچھی علامت ہے۔ دونوں فریقوں کی نیک نیتی اور جذبۂ خیر سگالی کی موجودگی میں یہ الجھن اور پریشان مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے۔

دم کر کے اس دریا کو ایک راستے پر ڈالنے کی کوشش کی جائے یہاں دنیا کا سب سے اونچا یعنی ۸۰ فٹ بلند بند تعمیر کرنے کا ارادہ اس لئے ترک کر دیا گیا کہ یہ علاقہ زلزلوں کی آماجگاہ ہے۔

بھارت میں مسلمانوں کی اڑھائی ارب روپے کی جائیداد نیلام ہو چکی ہے

لاہور ۸ رفروری۔ بھارت میں مسلمانوں کی مبینہ متروکہ املاک جو آج تک نیلام کی جا چکی ہے۔ اس کا اندازہ ڈھائی ارب روپے کے قریب ہے۔ تیسرے کرکٹ میچ کے موقع پر دہلی سے آئے ہوئے ایک ذمہ دار افسر نے کہا۔ کہ پچھلے دنوں بھارت کے وزیر بحالیات مسٹر مہر چند کھنہ نے اپنے کمشنروں کی کانفرنس میں اس کا انکشاف کیا تھا۔ کہ بھارت کو متروکہ جائیدادوں کو نیلام کرنے کے بعد اڑھائی ارب روپے وصول ہوئے ہیں۔ یہ رقم ان پناہ گزینوں کو ملے گی۔ جو اپنی جائیدادیں پاکستان میں چھوڑ آئے ہیں۔ اور انہوں نے بھارت سرکار کے سامنے اپنے دعاوی پیش کر دیئے ہیں۔ ڈیڑھ لاکھ کے قریب ایسی درخواستیں پیش کی گئی تھیں۔ جن میں سے تیس ہزار کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ بھارتی حکومت نے ہدایت کر دی ہے۔ کہ متعلقہ محکمہ پناہ گزینوں کو بلا تاخیر معاوضہ ادا کر دے۔

قاہرہ میں آغا خان کو پلاٹینم میں تولا جائیگا

قاہرہ ۸ رفروری۔ اسماعیلی فرقہ کے پیشوا آغا خان اپنی کمزور صحت کی وجہ سے اس سال یوگنڈا اور کینیا نہیں جائیں گے۔ چنانچہ آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کو مشرقی افریقہ کی بجائے قاہرہ ہی میں پلاٹینم میں "تولنے" کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ضروری انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ یہ تقریب ایک مقامی ہوٹل میں ۲۰ رفروری کو ہوگی۔ آغا خان ۱۷ رفروری کو اسوان سے "قاہرہ" پہنچ جائیں گے۔

بھارت یورپ کے لئے ویزا منسوخ — کر رہا ہے —

نئی دہلی ۸ رفروری۔ معلوم ہوا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو یہ چاہتے ہیں۔ کہ بھارت اور یورپ وغیرہ کے درمیان ویزا سسٹم ختم کر دیا جائے۔ اور جنگ سے پہلے کی صورت حال بحال کر دی جائے۔ اس تجویز پر حکومت ہند کی مختلف وزارتیں غور کر رہی ہیں۔

مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ میں پیش کئے بغیر حل کیا جا سکتا ہے؟

نیو یارک ۸ رفروری۔ گورنر جنرل پاکستان کے حالیہ دورہ ہندوستان سے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کشیدگی میں جو کمی ہوگئی ہے۔ اس کا "نیو یارک ٹائمز" نے اپنے اداریہ میں خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اگرچہ مسئلہ کشمیر کے لئے اقوام متحدہ کا پیش کردہ حل اب بھی سب سے اچھا ہے۔ لیکن ان دونوں ملکوں کے درمیان براہ راست گفت و شنید یا دولت مشترکہ کانفرنس میں اس سوال پر مباحثہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اخبار مذکور نے لکھا ہے۔ کہ بھارت کے یوم جمہوریہ کی تقریبات میں شریک ہونے کے لئے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نئی دہلی گئے تھے وہاں اپنے پرانے دوستوں کے ساتھ کئی روز تک دوستانہ بات چیت کے بعد وہ اور ان کے ساتھی واپس کراچی آ گئے۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں بین الاقوامی تعلقات کی فضا بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اور اب ان دونوں پڑوسیوں کے درمیان کشیدگی میں بھی کمی نظر آتی ہے۔ وزیر اعظم پاکستان نے جو دولت مشترکہ کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے لندن گئے ہیں بتایا کہ مسئلہ کشمیر پر بھارت کے ساتھ بات چیت شروع کرنے کے لئے یہ مناسب وقت معلوم ہوتا ہے۔ وزیر اعظم نے مزید کہا کہ مسئلہ کشمیر پر دولت مشترکہ کے ایک مسئلہ کی حیثیت سے وزراء اعظم دولت مشترکہ کی کانفرنس میں غور کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اسے اقوام متحدہ کے سامنے ص

ایک غیر ملکی تجارتی کمپنی پر ۲۳ لاکھ روپیہ جرمانہ

ڈھاکہ ۸ رفروری۔ چاٹگام بحری کسٹمز کے کلکٹر مسٹر عبدالعزیز نے پاکستان کی ایک مشہور غیر ملکی فرم پر ۲۳ لاکھ روپے جرمانہ کیا ہے۔ اس فرم کے خلاف الزام یہ ہے۔ کہ اس نے برآمدی لائسنس حاصل کئے بغیر مشرقی پاکستان سے کثیر تعداد میں خام پٹ سن برآمد کیا۔ اب تک اس فرم نے بغیر لائسنس کے پٹ سن کی جتنی گانٹھیں برآمد کی ہیں۔ ان کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس فرم پر جتنا بڑا جرمانہ کیا گیا ہے۔ اس سے قبل کم از کم پاکستان کی تاریخ میں اتنا جرمانہ کسی فرم پر نہیں کیا گیا تھا۔ پانچ سال قبل پٹ سن کی ناجائز برآمد روکنے کی غرض سے حکومت نے جو آرڈیننس جاری کیا تھا۔ یہ جرمانہ اسی کے تحت عائد کیا گیا ہے۔ تجارتی حلقوں سے تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ اتنا بڑا جرمانہ صرف اسی وقت کیا جاتا ہے۔ جب جرم کی نوعیت شدید ہو۔ ان حلقوں نے بتایا ہے۔ کہ اسی فرم پر کچھ عرصہ قبل بھی ڈیڑھ لاکھ روپے کا جرمانہ کیا گیا تھا۔ اس وقت اس پر جار برآمد کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ فرم سیمنٹ کی درآمد کی بدعنوانیوں میں بھی شامل ہے۔

ص دوبارہ پیش کئے بغیر بھی حل کیا جا سکتا ہے۔ بعض حلقوں میں اس بیان پر اس حیثیت سے افسوس ظاہر کیا گیا۔ کہ غالباً یہ اقوام متحدہ کو نظرانداز کرنے کی خواہش یا ارادہ کا اظہار کیا گیا ہے مسئلہ کشمیر یقیناً ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس سے اقوام متحدہ کا تعلق ہے۔ پھر بھی اگر اس وقت اقوام متحدہ کے بار خواہ دولت مشترکہ کے دائرے میں یا دو طرفہ طور پر اس بے حد پریشان مسئلہ کا حل دریافت کر لیا جائے۔ تو اقوام متحدہ کو اتنی ہی خوشی ہوگی۔ جتنی ہر اس شخص کو ہو سکتی ہے۔ جو پاکستان اور ہندوستان دونوں کی بہتری چاہتا ہو۔

تاہم یہ حقیقت ہے۔ کہ اقوام متحدہ نے جو حل پیش کیا ہے۔ وہ اب بھی صحیح حل ہے یعنی

تاچین سے فوجیوں اور شہریوں کو لیکر پہلا جہاز فارموسا پہنچ گیا

۱۹ ہزار شہریوں میں سے ۱۶ ہزار نے جانے کیلئے نام رجسٹر کرائے

تائیے ۸ فروری۔ تقریباً سات سو کے قریب جیٹ طیاروں اور دوسرے ہوائی جہازوں کی نگرانی میں جزائر تاچین سے آج چیانگ کائی شک کے قوم پرست دستوں کا انخلا شروع ہو گیا ہے۔ امریکی ساتویں بحری بیڑے کے تقریباً سترہ یونٹ فارموسا کے دو سو میل شمال میں ۱۵ ہزار کیومنتانگ کے سپاہیوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لیکن انخلاء کا تمام کام قوم پرستوں کے ہاتھ میں ہی ہے۔

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ شمالی جزیروں سے نکاسی کا کام ۴-۵ دن کے اندر ختم ہو جائیگا اس کے بعد دوسرے جزیروں کو خالی کیا جائیگا۔

اطلاعات میں بتایا ہے کہ تاچین کے ۱۹ ہزار شہریوں میں سے ۱۶ ہزار نے فارموسا جانے کے لئے اپنے نام درج کرا دیئے ہیں۔ تمام چین میں آج دیواروں پر چڑھ کو نعرے لگائے گئے۔ "اب ہم جا رہے ہیں لیکن دوبارہ واپس آئیں گے"۔ ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ جزائر کے مقامیوں نے آج اپنے گھروں کا تمام سامان دانقلیں بندوقیں اور دیگر اشیاء کو توڑنا پھوڑنا شروع کر دیا۔ تاکہ کمیونسٹ تابعین انہیں استعمال نہ کر سکیں۔

کیومنتانگ کا پہلا ہوائی جہاز جو تاچین سے فوجیوں کو لے کر روانہ ہوا تھا۔ آج فارموسا پہنچ گیا۔

امریکی ساتویں بحری بیڑے کے کمانڈر نائب ایڈمرل الفریڈ پرائڈ نے خبردار کیا ہے کہ اگر ان کے جہاز پر حملہ کیا گیا تو وہ زبردست جوابی کارروائی کریں گے اور اگر تاچین پر گولہ باری کی گئی تو اسے بیڑے کے خلاف حملہ تصور کیا جائیگا۔ مگر امریکی طیارے خواہ مخواہ اشتراکی علاقوں میں نہیں جائیں گے۔ جنوبی کوریا، جاپان اور کینیا فارموسا اور فلپائن میں بھی امریکی طیارے بالکل تیار کھڑے ہیں۔ اور اگر اشتراکیوں نے گڑبڑ کی تو انہیں فوراً طلب کیا جا سکتا ہے۔ چیانگ کا بیان ہے کہ تاچین کی فوجی اہمیت ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے فوجوں کو فارموسا لیکا ڈورز اور دیگر علاقوں کا دفاع مضبوط کرنے پر لگایا جا رہا ہے۔

بھارت نے شرنارتھیوں کو ۹ کروڑ معاوضہ دیا

نئی دہلی ۸ رفروری۔ وزیر بحالیات بھارت مسٹر مہرچند کھنہ نے آج بتایا کہ شرنارتھیوں کو معاوضہ دینے کے نئے سکیموں کو قطعی شکل دی جا رہی ہے اور ان کے قواعد و ضوابطہ تیار کئے جا رہے ہیں۔ مرکزی حکومت کے مشاورتی بحالیاتی بورڈ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پچھلے سال عارضی معاوضے کے طور پر شرنارتھیوں کو ۹ کروڑ روپیہ ادا کیا گیا اور اس میں سے تین چوتھائی رقم نقد ادا کی گئی۔ یاد ہوگا کہ بھارت سے آنے والے مسلمانوں کی جائدادوں پر مالکانہ حقوق ختم کر کے حکومت نے ان کی فروخت سے یہ روپیہ جمع کیا تھا۔

تاچین کے شمال میں کمیونسٹ فوجوں کا اجتماع

پیکنگ ۸ فروری۔ جزائر تاچین چالیس میل شمال کی جانب چینی فوجیں، اور جہاز بھاری تعداد میں جمع ہو رہے ہیں۔ جنرل چیانگ کائی شک نے اس نئے خطرہ کے پیش نظر کومنتانگ ہائی کمان کا ایک اجلاس طلب کیا ہے۔

ہندوستان میں غیر ملکی مشنریوں پر پابندی

نئی دہلی ۸ رفروری۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہندوستان قبائلی علاقوں میں غیر ملکی مشنریوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ حکومت اس بارے میں جو اقدامات کرنا چاہتی ہے، ان کے تحت ملک میں مشنریوں کی تعداد کو بڑھنے نہیں دیا جائے گا۔

کوئٹہ ۸ رفروری۔ بلوچستان کی حکومت نے ہفتہ شجرکاری کے سلسلے میں سب سے زیادہ درخت لگانے والوں کو تین انعام دینے کا فیصلہ کیا

تمیز الدین کی درخواست کا فیصلہ

کراچی ۸ رفروری۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گورنر جنرل کے ۲۴ راکتوبر ۱۹۵۴ء کے اعلان کے خلاف مولوی تمیز الدین کی دائر کردہ درخواست کا فیصلہ ۹ رفروری کو صبح ۱۰ بجے سنایا جائیگا۔

مہاجرین کو معاوضہ دینے کے لئے آرڈیننس نافذ کر دیا گیا

دعووں کی رجسٹریشن اور تصدیق کے لئے تنظیم کا قیام

کراچی ۸ رفروری۔ گورنر جنرل نے کل ایک آرڈیننس نافذ کیا ہے۔ کہ تا حکومت کی اس سکیم کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ جس کے سب نقطے شدہ اور غیر طے شدہ علاقوں کے مہاجرین کو معاوضہ ادا کرنے کے لئے متروکہ جائیداد الاٹ کی جائے گی۔ وزیر حکومت برائے مہاجرین سردار امیر اعظم خاں نے کل اس کا اعلان کرتے ہوئے بتایا۔ اس سکیم کو تین مدارج میں عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ پہلے مہاجرین کے نقصانات کی بنیاد پر ان کے دعووں کی رجسٹریشن ہوگی۔ اس کے بعد ان کے دعووں کی تصدیق کی جائیگی۔ پھر مغربی پاکستان کی متروکہ جائیدادوں کی قیمت معلوم کرنے کے لئے ایک باقاعدہ تنظیم کی جائیگی۔

سردار امیر اعظم خاں نے وہ اسباب بیان کئے جن کی بناء پر پاکستان اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے پر مجبور ہوا۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک سال قبل بھارت نے مسلمانوں کی شہری غیر منقولہ جائیداد شرنارتھیوں کو الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور کہا یہ گیا۔ کہ اب نیم مستقل بنیاد پر الاٹمنٹ کی گئی ہے۔ بھارتی حکومت اس سے بھی آگے چلی گئی۔ اور اس نے مسلمان مہاجرین کے مالکانہ حقوق ختم کرنے کے اختیارات بھی حاصل کر لئے۔ بھارت نے اب جائیداد کا نیلام شروع کر دیا ہے۔ ان حالات میں پاکستان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا، کہ وہ مہاجرین کے نقصان کی تلافی کے لئے انہیں معاوضہ ادا کرے۔

سردار امیر اعظم نے کہا۔ اصل الاٹمنٹ کا کام دعووں کی تصدیق کے بعد شروع ہوگا۔ اور حکومت تینوں مدارج کو جلد سے جلد طے کرنے کی کوشش کرے گی۔ مغربی پاکستان میں متروکہ جائیدادوں کی قیمت کا تعین موجودہ نرخ کے مطابق کیا جائے گا۔ ریڈیو پاکستان کا نمائندہ اطلاع دیتا ہے۔ کہ نئے آرڈیننس کے تحت مہاجرین بھارت میں چھوڑی ہوئی غیر منقولہ شہری جائیداد کی رجسٹریشن کرائیں گے، جائیداد میں مکانات دوکانیں صنعتی ادارے شہری علاقوں کی زرعی اراضی اور ہر ایسی اراضی شامل ہوگی۔ جس کا مرکزی حکومت تعین کرے گی۔ طے شدہ اور غیر طے شدہ کی تفریق ختم کر دی گئی ہے۔ لیکن اس کا اطلاق مغربی بنگال، آسام، تری پورہ اور ریاست منی پور پر نہیں ہوگا۔ پاکستان میں ملازمت کو ترجیح دینے والے وہ سرکاری ملازم اور وہ غیر سرکاری لوگ بھی متروکہ جائیداد کی الاٹمنٹ کے لئے درخواست دے سکیں گے۔ جنہیں حکومت پاکستان نے ملازمت کے لئے مدعو کیا تھا۔ مختصراً یہ کہ وہ لوگ جنہوں نے بھارت یا اس کے مقبوضہ کسی حصہ کو یکم مارچ ۱۹۴۷ء اور ۳۱ رجون ۱۹۵۳ء کے درمیان چھوڑا ہے۔ نئی سکیم کے تحت بحالی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

آرڈیننس کے تحت مہاجروں کو ثبوت جمع کرنے کے لئے معقول وقت دیا جائے گا۔ ہر علاقے کے لئے کلیم کمشنر مقرر کئے جائیں گے۔ جن کا عہدہ ہائی کورٹ کے جج کے برابر ہوگا۔ اور جن کے فیصلے کے خلاف کسی عدالت میں اپیل نہیں کی جا سکے گی۔ کلیم کمشنر کے ماتحت ایڈیشنل کلیم کمشنر ڈپٹی کلیم کمشنر اور کلیم آفیسر ہوں گے مہاجروں کے دعووں کی تصدیق پہلے کلیم افسر کرے گا۔ جس کے فیصلے کے خلاف ڈپٹی کمشنر سے اپیل کی جا سکے گی۔ اور اس کے فیصلوں پر خود کلیم کمشنر نظرثانی کر سکے گا۔ غلط اطلاع دینے کو ایک قابل تعزیر جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کو عام سزا کے علاوہ بحالیاتی اقدامات سے استفادہ کرنے کے حق سے بھی محروم کر دیا جائیگا۔ دعووں کے فارم زیر طباعت ہیں۔ اور مہاجروں کو اپنے علاقے کے کلیم کمشنروں کے اعلان کا انتظار کرنا چاہیئے۔

ان ترجیحات کے علاوہ جن کا وقتاً فوقتاً اعلان کیا جاتا رہا ہے۔ بحالیات کے کام کے لئے ذیلی ترجیحات کی ایک نئی فہرست بھی تیار کی گئی ہے۔ اس میں (۱) وہ لوگ شامل ہیں۔ جو ابھی تک پاکستان میں کسی بحالیاتی کارروائی سے استفادہ نہیں کر سکے۔ خاص طور پر وہ لوگ جنہیں مکان الاٹ کئے گئے۔ اور وہ پاکستان میں کرایہ ادا کرتے رہے ہیں۔ لیکن بھارت میں چھوڑے ہوئے ان کے مکانات کا کرایہ اس کرایہ سے وضع نہیں کیا جاتا۔ جو وہ ادا کرتے رہے ہیں۔ اس میں (۲) وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جو بحالیاتی اقدامات سے عارضی استفادہ کر سکے ہیں۔ مثلاً صنعتی اداروں مزروعہ زمینوں یا باغات کی عارضی الاٹمنٹ (۳) وہ لوگ جو زرعی اور شہری دونوں اقسام کی جائیدادوں کو چھوڑ آئے ہیں۔ لیکن انہیں صرف مزروعہ اراضی ملی ہے۔ اور (۴) وہ لوگ جو اپنی جائیداد کا معتدبہ حصہ بھارت میں فروخت کر چکے ہیں۔

جھنگ ۸ رفروری۔ ڈپٹی کمشنر جھنگ نے کل صوبے کے وزیر اعلیٰ ملک فیروز خاں نون کو بتایا۔ کہ اس ضلع میں کوئی ایسا بے زمین مزارعہ نہیں ہے۔ جسے آباد نہ کیا جا چکا ہو۔ ڈپٹی کمشنر نے بتایا۔ اس ضلع میں بے زمین مزارعین کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اور بے دخل مزارعین کو آباد کرنے کے لئے کافی اراضی موجود ہے۔